بسم اللہ

انتخاب

دیوان منتظر

تصنیف نورالاسلام منتظر شاگرد مصحفی

مرتبہ

حسرت موہانی

مطبوعہ قیومی پریس کانپور

۱۹۳۰

طبع اول ۵۰۰ جلد

فی جلد ۱۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انتخاب دیوان منتظر شاگرد مصحفی

سروں میں یوں گر پڑے غنچوں نے سر جھکا دیا ۔ خندہ گل جو دیکھ کر یار نے مسکرا دیا
شیریں کا مان رکھ لیا عشق ہے مجھکو کوہکن ۔ آنکھ کے لڑتے ہی ادھر جان ادھر لڑا دیا
آگے ہی سوز عشق کے ہم تھے جلے بھنے ہوئے ۔ پوچھو نہ اسنے کیا کہا گل داغ پہ ایک نیا دیا
چپکے ہی چپکے کہا گیا جان مری غم فراق ۔ کیا یہ تجمّل آپنے پیچھے مرے لگا دیا
گذرا جو کج محتسب کوچہ میفروش سے ۔ بوئے شراب ناب نے مست اوسے بنا لیا
عشق ہے مجھکو منتظر تونے راہ عشق میں ۔ نام و نشان کیلئے اپنے تئیں مٹا دیا

یار سے دست و گریبان نہ ہوا اچھا سو ہوا ۔ کبھی اتنا میں پشیمان نہ ہوا اچھا سو ہوا
واقعی جائے ندامت تو یہی ہے کہ کبھو ۔ مجھسے جو کام عزیزان نہ ہوا اچھا سو ہوا
مجھکو دیکھے کوئی اور اوس سے خفا ہونا ہے ۔ کیا کروں اے دل نادان نہ ہوا اچھا سو ہوا
کرکے نظارہ تن صاف کا اوسکے ہیہات ۔ شکل آئینہ جو حیران نہ ہوا اچھا سو ہوا
بال سے بکھرے ہوئے دیکھ کے بیچ پر اوسکے ۔ کبھو کافر جو مسلمان نہ ہوا اچھا سو ہوا

غش کر گئے ہم دیکھ کے گورا بدن اوسکا ۔ کرتے کے دوپٹے میں وہ گورا بدن اوسکا
جھولے سے ہنڈولے میں عجب تنج پٹے کافر ۔ ہر جھونک میں لیتا ہے ہلورا بدن اوسکا
گھر سے کے بلاتا ہے کوئی ہاتھ جو دو چار ۔ ناپے ہے وہیں لیکے وہ ڈورا بدن اوسکا
جبتک نکرے خواہش دس آپ بدو شوخ ۔ چھو سکتا ہے کب کوئی چھپورا بدن اوسکا
کرتا ہے مری طرح سے نالے سر ہل ۔ عجب خوب سے دکھاتا ہے ٹکورا بدن اوسکا
گرمی میں لپٹ جاتے ہیں جب منتظر اوس سے ۔ بچ جاتے ہیں ہم جیسے کہ شورا بدن اوسکا

یہ بات غلط ہے کہیں جی یاں نہیں لگتا ۔ واللہ کر اپنا تو کہیں جی یاں نہیں لگتا
کسطرح شب ہجر میں خاموش رہوں میں ۔ ہے نالہ و فریاد حزیں جی یاں نہیں لگتا
ایک بات کہو تو اسکا سبب کوئی بتائے ۔ مت پوچھ کہ کیوں اوسکے قریں جی یاں نہیں لگتا

جس شخص کی باتیں یہ توجاتا نہیں اوسکا
دنیا میں دم باز پسیں جی نہیں لگتا

جس بزم میں ہو گا تو مرے سامنے بیٹھا
ہرگز ملک یہ کہنے کا نہیں جی نہیں لگتا

تجھہ بن یہ قیامت ہے کفن پھاڑ کے مردے
کہتے ہیں کہ اب زیر زمیں جی نہیں لگتا

گر یار کے گھر جاؤں میں کمبخت وہاں بھی
اے منتظر گوشہ نشیں جی نہیں لگتا

گھر پردہ فاش نالے نے گھر آہ نے کیا
رسوائے خلق ہمکو تری چاہ نے کیا

ناصح کی ہمنے ایک نصیحت نہ گوش کی
دیوانہ حب سے اس دل گمراہ نے کیا

ایسے بڑے ستارے ہیں تجھ تیرہ روز کے
ایک شب نہ میرے گھر گذر اس ماہ نے کیا

دولت کی آرزو نہ کسی دل میں اب رہی
بے عزت اسقدر ہوس جاہ نے کیا

گذرا از راہ لطف وہ بت آج اسطرف
احسان ہے کرم مرے اللہ نے کیا

تھا خواب صبح دیدۂ خورشید شام سے
بیدار میری آہ سحرگاہ نے کیا

تقصیر دل کی عشق میں کچھ منتظر نہیں
جو کچھ کیا سو بندۂ درگاہ نے کیا

رہ وفا میں نہ ثابت کبھی نقش پا ٹھہرا
تجھی کو آفریں کہیے جو بیں رہا ٹھہرا

نگاہ حسن پہ اک مہ جبیں کے جب سے پڑی
نہ مہر وش کوئی نظر میں دوسرا ٹھہرا

جو ساتھی اپنے تھے پہونچے بمنزل مقصود
ہمیں نارسائی طالع سے نارسا ٹھہرا

یہی ہے رسم دنا یوں نہیں چاہیے صاحب
ہم اپنے غیر ہوئے غیر آشنا ٹھہرا

سنا تو تھا ہی دلا تونے کوہکن کا حال
تو عشق کرکے عبث مورد بلا ٹھہرا

کیا تھا غیر کے ملنے سے منع روٹھے ہے
پہلے کی بات عبث کہہ کے میں برا ٹھہرا

کہی جو منتظر اوسکے میں کل حقیقت حال
خفا وہ ہو گیا یہ زور ماجرا ٹھہرا

میرے خط کا نہ وہ قاصد تجھے گر جواب اولٹا
تو گلی سے اس کی پہر نا دہیں تو شتاب اولٹا

نہیں پردہ مجھ سے کیا ہے اسی دم میں تمنے رکھا
نہ کبھی دکھائی صورت نہ ذرا نقاب اولٹا

ترے کو سے جب چلا میں تو اوٹھا یہ ابر گریہ
کہ ڈبا اسکے لیگیا پھر وہیں یہ سحاب اولٹا

کبھی بوسہ لیکے آنکھیں نہ ملائیں ہم تو بولے
نہیں کیا ملے ہے تمہارا مجھے یہ حجاب اولٹا

کہیے کیا اوسے معلم ہزار ناز جس نے
پڑھا ایک حرف ہی تو ورق کتاب اولٹا

مرے گھر سے آتے آتے جو کہیں جی میں آگیا کچھ — وہیں لے کے پاؤں پھر میں پھر اضطراب اولٹا
وہ مفر کے چلنے پر کہا میں دعا یہ مانگتا ہوں — پھر سے منتظر الٰہی کہیں یا شراب اولٹا

سب بولے جب وہ لیکر تلوار گھر سے نکلا — یارب پناہ تیری ہو خونریز گھر سے نکلا
جب زندگی کی صورت دیکھی نہ گھر میں آسرہا — ہو کر بخانہ میرا لاچار گھر سے نکلا
رستے کے لوگ اسکو تکتے ہیں بے حسرت — جب سیر کی وہ خاطر بازار گھر سے نکلا
مشہور بتاں کی یارب دیکھی یہ رسم کافر — شیخ زماں بھی پہنے زنار گھر سے نکلا
ہر سو پھرا اپنا سا ہو سکتا نہ اوسکے گھر تک — کیا بد گھڑی میں ہوکر بیزار گھر سے نکلا
کوچے میں اوسکے پہنچے شب جو [illegible] — وہ پھر رہ رہ کر تا یکبار گھر سے نکلا
رندوں کا ڈر نہیں ہے گر شیخ کو تو یارو — کیوں دونوں ہاتھ تھامے دستار گھر سے نکلا
کھودا کنواں جو گھر سے ایک قاتل ہمارے — کشتوں کی ہڈیوں کا انبار گھر سے نکلا
اے منتظر کہوں کیا خانہ بیزاری میری — مدت ہوئی کہ [illegible] گھر بار گھر سے نکلا

خبر آئی اوسکے سنتے ہی یکبار اٹھ بیٹھا — ہوئی اب صحت کامل کہ میں بیمار اٹھ بیٹھا
عیادت کو مریض عشق کی وہ عیسی گیا جس دم — وہیں بستر سے اپنے صاحب آزار اٹھ بیٹھا
ذرا [illegible] آج یا [illegible] مجھکو کیا ہے جو اک بت سے — مری تعظیم کو [illegible] اٹھ بیٹھا
پڑا رہتا تھا [illegible] لیٹے بستر غم پہ — تری آواز سنتے ہی ابھی بیمار اٹھ بیٹھا
دلا [illegible] حالت ہے شب کو — گرا بستر پہ میں سو بار اور سو بار اٹھ بیٹھا
[illegible] آئینہ [illegible] اسکے — سحر کو آنکھیں ملتا جب وہ [illegible] اٹھ بیٹھا
[illegible] اپنے ہاتھوں [illegible] — پھر اٹھتا میں [illegible] اٹھ بیٹھا
میسر خواب میں آئے کبھی گر اوسکی پابوسی — تو وہیں سر پہ میں [illegible] اٹھ بیٹھا
کسی نے گر کہا جھوٹوں بھی [illegible] منتظر اسکے — تو میں جانے کو سچ مچ [illegible] بیمار اٹھ بیٹھا

ہر دم خیال یار جو [illegible] نظر رہا — ہجراں میں بھی وصال کہیں [illegible] رہا
جب رہگذر میں [illegible] سے گذر گئے — اکثر اوسکی گلی میں ہمارا گذر رہا
[illegible] — دروازہ اوسکے در کا کھلا تا سحر رہا

اٹھتا تھا جس سے نالۂ فریاد دم بدم — وہ دل ہی اب رہا نہ وہ حال جگر رہا
ساقی نے دی ڈبو مجھے جس سے تمام عمر — اڑتا گیا بدن میرا اور درد سر رہا
جو زیست ہجر کی تھی بسر ہجر یار میں — اوس زندگی سے شکوہ نہیں عمر بھر رہا
گر او نہیں منتظر خانت نہ ہو گئے تم — [illegible] آنکھیں کہ جو کچھ خط کے سر رہا

نے خانقہ نہ کعبہ نہ بتخانہ دیکھنا — تک منتظر کا مذہب [illegible] دیکھنا
کر لو چکا تو جام جہاں بیں کا دید جم — پیر مغان کا [illegible] میخانہ دیکھنا
کرتا ہے ہوشیار کو بدمست ساقیا — اس چشم پر خمار کا مستانہ دیکھنا
سرگرم اختلاط ہے ہو جو زلف سے — [illegible] دیکھنا
لڑتا ہے جیسے ہو کے طرفدار یار کے — [illegible]
دونوں جہان سے موند لے آنکھیں تو منتظر — [illegible] ہے اگر [illegible] دیکھنا

یاں مجکو دھیان تھا سحر و شام وصل کا — یاں اب وہ آپ بھیجتے ہیں پیغام وصل کا
برسوں ہی میری طرح جو خون جگر پیے — دیکھے ہے تو [illegible] پیغام وصل کا
یہ دید دور کا بھی غنیمت ہے کوئی دم — مت [illegible] طمع خام وصل کا
عاشق کی اوسکے سامنے گر جان لب پہ آئے — وعدہ کرے ہے [illegible] وہ خود کام وصل کا
غیرت سے لب پہ مہر خموشی جنون کے ہے — سنتے ہیں اپنے منہ سے لیتے ہیں کب نام وصل کا
کیونکہ جیسے وہ عاشق مضطر کہ جسکے پاس — سامان ہجر ہو نہ سر انجام وصل کا
ایذائے ہجر ہے تری قسمت میں منتظر — [illegible] آرام وصل کا

چھوڑ کر مجکو اکیلا جو وہ محبوب چلا — آنکھیں بھر آگئیں غش آگیا دل ڈوب چلا
اک جہان جمع ہوا اوسکے تماشے کیلیے — قتل گہہ میں جو لیے عاشق کا محبوب چلا
کل جو آتے مجھے دیکھا تو اکڑ کر گیا تھا — [illegible] اسلوب چلا
کوئی شکل اوسکی رہا دیکھ کوئی منہ میرا — اوسکی محفل میں جو کل ذکر بد و خوب چلا
خوبی بخت تو دیکھو کہ وہیں پھینک آئی — قاصد اوس پاس مرا لیکے جو مکتوب چلا
منتظر نکلے ہے پڑھتا ہوا یوں شعر اپنے — جیسے بڑبڑاتا چلا جائے کوئی مجذوب چلا

دل کسو سے تو کیا لگانا تھا
ہمکو منظور جی سے جانا تھا

آستان تھا وہ استانۂ عشق
کاٹ کر سر جہاں چڑھانا تھا

دیکھ کو تیری آ گئے تھے ہم یاں
زندگی کا فقط بہانا تھا

نکلے تُو رے آہ اپنے دشمن جان
ہمنے جن جن کو دوست جانا تھا

جس زمانے میں ہم ہوئے تھے خلق
ہائے وہ کیا بُرا زمانا تھا

کیوں دیا اُس پری کو دل تو نے
کیا تجھے منتظر دیوانا تھا

کیا خاک اوسکے وعدے میں کل رات لگگیا
ہاں اکبار آرزوئے ملاقات لگگیا

دکھلا کے اپنے دستِ حنائی کو خواب میں
دل ہاتھ سے مرے کوئی ہیہات لے گیا

کیسہ کا دیکھے دم پیر دل پر دغا بھیجے
جب لے گیا لبوں سے خرابات لے گیا

اور بھی بگڑ گئے قسمت تو دیکھیو
سو طرح سے بنا کے جو میں بات لے گیا

جس پر گھمنڈ شیخ کو تھا ایک نگاہ میں
ایک مغبچہ وہ ساری کرامات لے گیا

یاروں میں اپنی جاکے یہ اسنے گلہ کیا
دم دیکے اسکو میں جو کبھی ساتھ لے گیا

گر عطر و پان دان کی اس میں سکت نہ تھی
(ق) کیوں اپنے گھر مجھے وہ بد اوقات لے گیا

جب کچھ نہ ہاتھ آیا تو نذر اوسکی منتظر
لختِ جگر ہی اپنے میں سوغات لے گیا

رونے کا شب جو تار بندھا ہے سو گلے پڑا
ایک موتیوں کا ہار ہمارے گلے پڑا

زندہ ہوئے وصال سے ہم اسکے بعد مرگ
پھر آہ جان زار ہمارے گلے پڑا

بولا یہ جھجک کے رات وہ میرا اپنی زلف سے
کیا یہ سیاہ مار ہمارے گلے پڑا

کل میکدے میں لغزش مستانہ دیکھ کر
ایک مرد ہوشیار ہمارے گلے پڑا

عاشق کو اپنے دیکھ کے کہتا نگاہ میں
کیوں یہ ذلیل و خوار ہمارے گلے پڑا

جب ہمسا آشنا نہ کوئی دوسرا ملا
لاچار ہوکے یار ہمارے گلے پڑا

وعدہ تو اوسنے تم سے کیا رات منتظر
پر درد انتظار ہمارے گلے پڑا

رات گھر اپنے جو اوسکو غیر تنہا لے گیا
میں گماں اسوقت دل میں آہ کیا کیا لے گیا

اے عزیزان عشق کا دیکھا بگاڑ اور تم بناؤ
حسن یوسف دولت بے زلیخا لے گیا

ہو گیا حیرت سے ہمدم نقش دیوار آئینہ
رو برو رخ کے جو میرا ماہ سیما لے گیا

دیکھ لیلیٰ کے نہ اٹھا قیس لیکن کیا کہے
عشق سودائی بنا کر سوئے صحرا لے گیا

نرگس اسکی خاک سے نکلے ہے سر لے منتظر
دید کی اس گل کی جو جی میں تمنا لے گیا

خاکساری سے یہ رتبہ تو ہم پہونچا یا
کہ سر عرش تجھے زیر قدم پہونچا یا

سبز و شاداب نہایت ہے نہال الفت
خوب پالی ہے لئے دیدۂ نم پہونچایا

مسند فقر پہ بیٹھے ہیں لب شست سجاد
ہم فقیروں نے بہم رتبہ جم پہونچایا

باندھی چادر دکر اٹھنے ہو بیدردی پر
دلکو کیا کیا نہ تیرے درد و الم پہونچایا

منتظر تھی تری قسمت میں معاش وافر
پر زیادہ طلبی نے تجھے کم پہونچایا

دیکھے ہیں ہمنے اس میں کیا کیا عذاب یارب
اس عاشقی کا ہووے خانہ خراب یارب

گھبرا کے میرے ہمدم بولے یہ نزع کے دم
آسان ہووے اسکی مشکل شتاب یارب

تا چند ہجر میں یہ جی سے تڑپ تڑپ کر
ناکام دل کو میرے کر کامیاب یارب

پوچھے ہے جسکے چھوٹے سے وہ تو کسکو چاہے ہے
حیران ہوں میں کہ اسکو کیا دوں جواب یارب

ہے منتظر کے دل میں مشکل کشا کی الفت
آسان ہو اسکی مشکل روز حساب یارب

خلق دیکھے ہے مہ عید تمام آجکی رات
تو بھی اے ماہ جھمک جا لب بام آجکی رات

تجکو لازم ہے وہ کرنا کہ جو کل کام آئے
دل ناکام کر ایسا کوئی کام آجکی رات

نامہ بر دیکھیے کب لیکے پھرے وہاں سے جواب
وصل کا اس سے کیا ہے میں پیام آجکی رات

زلف مشکین کی کہیں مہکی ہے خوشبو شاید
ہے معطر جو یہاں سب کا مشام آجکی رات

کل شب وصل کو پھر دیکھیے یارب کیا ہو
کٹ گئی باتوں ہی باتوں میں تمام آجکی رات

منتظر ہے یہ شب ہجر کہ اک روز سیاہ
نہ تو شیشہ ہے نہ ساقی ہے نہ جام آجکی رات

وہ منہ پھلا کے جب بیٹھے کبھی خفا ہو کر
تو اسکے پیچھے پڑ رہا ہوں بھی ایک بلا ہو کر

یہ ہائے مینے کیا کیا کہ اس سے کہہ دیا
ادھر تو جا نہ سکو تھا سلہ ادھر ذرا ہو کر

میں اسکا نام کبھی لوں تو سخت کافر ہوں
کسے نہ بندہ نوازی اگر خدا ہو کر

کسی سے بات کروں کیا کہ غیرت آتی ہے
کسی کا یار ہوں میں تیرا آشنا ہو کر

یہ آرزو ہے تجھے اس شہید الفت کی — لگے قدم سے ترے خون مرا حنا ہو کر
کبھی جو پیار سے گالی بھی اپنے منہ سے دی کو لی — تو گالی اس کی لگی ہے مجھے دعا ہو کر
یہاں تلک ہوئے ہم دردِ ضعف سے لاچار — کہ اس گلی میں گئے بیٹھ نقش پا ہو کر
یہ رشک دیکھو کہتا ہے مجھے وہ ہر دم — کسی کا نام نہ لے منتظر مرا ہو کر

کیونکر لگا وہ ٹھہرے اس صاف تن کے اوپر — ایک بال بھی نہ ہوئے جس کے بدن کے اوپر
ابرو نے اوسکی رخنہ کار فلک میں ڈالا — یہ ماہ نو نہیں ہے چرخ کہن کے اوپر
جس کو شعور مطلق کچھ بات کا نہ ہووے — ہے اعتراض بیجا اوسکے سخن کے اوپر
کھانے پڑے ہیں جابجا گلیوں میں سنگ طفلان — پتھر پڑیں ہمارے دیوانہ پن کے اوپر
پہر خدا عزیزان جائے جواب نامہ — اوس بت کا نام لکھیو میرے کفن کے اوپر
اے منتظر رہیں ہم تا چند لکھنؤ میں — مدت سے دل ہے مائل سیر دکن کے اوپر

عاشق ہوئے جس روز ہم ماہ جبیں پر — اوس دن یہ فلک ٹوٹ پڑا کیوں نہ زمیں پر
سب چین سے سوتے ہیں مرے اے شب ہجران — آفت ہے قیامت ہے مصیبت ہے ہمیں پر
یا رب کہیں کس سے کہ جفاؤں سے بتاں کی — صدمے ہیں لاکھوں ہی ہمارے دل و دیں پر
سر کا یہ فتراک سے باندھا ہے جو قاتل — خوش لوٹتا جاتا ہے ترے دامن زیں پر
پوچھا اوسکو کباب جگر خستہ سے میرے — ہے جو کہ ملاحت ترے سینے نمکیں پر
میرا ہی وہ دل تھا کہ جو بسمل سا کئی دن — تڑپا کیا قاتل ترے کوچے کی زمیں پر
چھپ چھپ ترے کوچے میں گیا وہ کس روز — تہمت یہ نہ کر منتظر گوشہ نشیں پر

یوں لے گئی دل زلف سیہ فام لگا کر — جوں صید کو کھینچے ہے کوئی دام لگا کر
کیونکر اسے ہشیار نہ کہیے کہ جو بدمست — دے اپنے تئیں لب سے لب جام لگا کر
عارض پہ ہوئی اوسکی بہار اور بھی دونی — گلگونہ جو آیا وہ گل اندام لگا کر
ایک پردہ نشیں یہاں ہے کہ جسکو مہ و خورشید — نت جھانکتے ہیں آنکھیں لب بام لگا کر
صد حیف کہ طالع نے دیئے پیچ ہزاروں — انسان کے پیچھے طمع خام لگا کر
کچھ نام نہ ہوتا تو میں بدنام نہ ہوتا — بدنام کیا آہ مجھے نام لگا کر

ہے منتظر اس ماہ پہ مدت سے مرا دانت — نکلے ہے مسی وہ جو سر شام لگا کر

یادگار زمانہ ہیں ہم لوگ — سن رکھو تم فسانہ ہیں ہم لوگ

خلق سے ہو گئے ہیں بیگانے — شاید اوسکے یگانہ ہیں ہم لوگ

کیون نہ ہر گل پہ ہو ویں زمزمہ سنج — بلبل خوش ترانہ ہیں ہم لوگ

سبکے مخدوم ہیں وے تیرے — خادم آستانہ ہیں ہم لوگ

تیر مژگان ہے کیا بلا جس کے — جان و دل سے نشانہ ہیں ہم لوگ

یار آگے نکل گئے ہیں کئی — پیچھے اونکے روانہ ہیں ہم لوگ

اپنے جی میں سمجھ تو زلف دراز — قابل تازیانہ ہیں ہم لوگ

منتظر شکل بلبل وحشی — دشمن آشیانہ ہیں ہم لوگ

محتسب آج تو پھر ہے سر جنگ نکال — ہم ادھر شیشہ نکالیں تو ادھر سنگ نکال

ہم نفس اوسکے تیغ صاف کا کر کے مذکور — ایک ذرا آئینہ دل سے مرے زنگ نکال

تب میں جانوں تجھے ہر نخلہ ہے تو میری طرح — وضع ثانی کی تو اے مرغ خوش آہنگ نکال

بے ادب گر کوئی اس در پہ قدم رکھتا ہے — دلوے سے ہے ہاتھ پکڑ اوسکا تو سرہنگ نکال

کچھ گلہ کرنے لگا تھا میں کہ اوس گل نے کہا — بات یہ منہ سے نہ اے مشفق یکرنگ نکال

منتظر اوسکو جو چاہے ہے تو منہ سے ہرگز — نام چاہت کا مت لے عاشق بے ننگ نکال

غیرت عشق اب اوس کوچے میں کیا جاویں ہم — کاش پھٹ جاوے زمیں آ میں سما جاویں ہم

کیا غضب ہے کہ جو مل جاوے کبھی راہ میں تو — وہ الگ ہم سے چلے اس سے جدا جاویں ہم

پھونک پھونک اسلئے کہسار پہ رکھتے ہیں قدم — کبک چاہیں ہیں تری چال اڑا جاویں ہم

آہ کیا کیجیے بچا ہے یہی شوخی سخت — آ دیں خوش اور تری محفل میں خفا جاویں ہم

جمع عشاق سے گذرے تو لگے سوچنے وے — کسکو ماریں یہاں اور کسکو جلا جاویں ہم

آئے سمجھے کے ترے صنم میں اسی خاطر ہم تو — تا کہ دین و دل و ایمان گنوا جاویں ہم

منتظر دیدۂ خونبار سے ڈر لگتا ہے — کہیں ایسا نہو پھر خون میں نہا جاویں ہم

کہیں آنے جانے کے قابل نہیں ہم — غرض اس زمانے کے قابل نہیں ہم

الٰہی شبِ غم نہ ہم کو دکھانا — اس آفت اُٹھانیکے قابل نہیں ہم
عداوت عبث ہمسے کرتے ہو پیارے — محبت جتانے کے قابل نہیں ہم
مجھی کو سنا کر وہ ہر دم ہر ایک سے — کہے ہے فلانے کے قابل نہیں ہم
بیٹھے ہیں عبث پاؤں دیتا ہے ناصح — گریبان سلانے کے قابل نہیں ہم
لڑاتا ہے کیوں ہمسے تو آنکھ دشمن — تری مار کھانے کے قابل نہیں ہم
کسی اور ہی در پہ جا کر رہیں گے — ترے آستانے کے قابل نہیں ہم
ہمیں کو جو جانے ہے سو آزار دے لے — کسی کے ستانے کے قابل نہیں ہم
میاں منتظر دل ہی کیا دل کسی کو — ابھی دل لگانے کے قابل نہیں ہم

جوں سرو صد افسوس نہ پھولے نہ پھلے ہم — اس باغ سے با دامن خالی ہی چلے ہم
جی دیویں کس امید پہ قدموں کے تلے ہم — دل لے تو لگاتے ہیں ابھی اسکے گلے ہم
ایک خالِ سیہ دیکھ کے اوس لب کے تلے ہم — مانندِ سپند آتشِ غیرت سے جلے ہم
کیا نیک و بد خلق سے مطلب کہ کسی کے — لینے میں نہ دینے میں الگ سب سے بھلے ہم
پروا نہیں کچھ یار کو یوں شمع نمط ہائے — اے کاہشِ دل مفت ہی جاتے ہیں گلے ہم
اغیار کے کہنے سے شب اوس شوخ نے ہمکو — ہر چند کہ ٹالا نہ ٹلے ہم نہ ٹلے ہم
سچ ہے یہ تو یہ نہ کہیں دل سمجھے واللہ — خاطر سے تری کرتے ہیں آہ دبلے ہم
پہونچا ہے پری سے تجھے لے شوخ یہ چھل بل — چھلونگے ترے ہاتھ سے جادو ہی چھلے ہم
دل منتظر اندا ہمیں دیتا ہے تو شوخ — کیا جانئے یہ کس ناز و نعم سے ہیں پلے ہم

شاخِ مژہ پہ لختِ جگر دیکھتے ہیں ہم — یہ نخل عاشقی کا ثمر دیکھتے ہیں ہم
بالکل بہارِ عیش گلستان سے اٹھ گیا — غم ہی نظر پڑے ہے جدھر دیکھتے ہیں ہم
اللہ ری تیغِ ناز کہ بنت جس کے روبرو — سینہ کو بیدلوں کے سپر دیکھتے ہیں ہم
منہ پھیر لیں نہ رشک سے کیونکر کہ یار کا — زانوئے غیر تکیۂ سر دیکھتے ہیں ہم
دکھلا کے ایک جھلک جو چھپا لے ہے منہ کو یار — سو سو طرح سے جانبِ در دیکھتے ہیں ہم
کیا جانئے ہوگیا کیا ہے عاشق کو کیا کہ آج — ہر دم اُسے بہ حالِ دگر دیکھتے ہیں ہم

آتا ہے یاد جب نہیں مکھڑا وہ چاند سا
سوئے فلک بہ دیدۂ تر دیکھتے ہیں ہم
فرقت میں تیری حال عجب منتظر کا ہے
روتے ہیں اسکو آٹھ پہر دیکھتے ہیں ہم

ہم نہ وحشت کے مارے مرتے ہیں
تیری دہشت کے مارے مرتے ہیں
مارتے بیمروتی سے اونہیں
جو مروت کے مارے مرتے ہیں
شکوہ کیا کیجئے شام غربت کا
اپنی شامت کے مارے مرتے ہیں
کیا رقیبوں کو مار دیئے وہ آپ
سب رقابت کے مارے مرتے ہیں
جب سے دیکھا اس آئینہ رو کو
یار حیرت کے مارے مرتے ہیں
یار سے دور ہیں وطن سے جدا
اس مصیبت کے مارے مرتے ہیں
سیکڑوں دن اُس سے ہینگے ہم آغوش
لاکھوں حسرت کے مارے مرتے ہیں
کچھ ہماری نہ پوچھیے صاحب
ہمتو غیرت کے مارے مرتے ہیں
ہے عجب زیست منتظر اونکی
جو کہ الفت کے مارے مرتے ہیں

نہیں ہاتھی نہ گھوڑا مانگتا ہوں
الٰہی صبر تھوڑا مانگتا ہوں
سر سودا زدہ کے توڑنے کو
تیرے رستے کا روڑا مانگتا ہوں
چڑھایا تو نے سہرے پر تو ساقی
اب ایک سلفی کا کوڑا مانگتا ہوں
کبوتر باز کے لڑکے سے ہر روز
مکھی کا ایک جوڑا مانگتا ہوں
مجھے پھر عشق دے گا داغ کوئی
میں کیوں چھاتی کا پھوڑا مانگتا ہوں
جنہوں نے دل مرا توڑا ہے سو بار
اونہیں ہاتھوں کا توڑا مانگتا ہوں
خدا سے منتظر میں لینے جا کر
جہاں آباد و کوڑا مانگتا ہوں

جہاں حیراں ہے سب اونکی زیبائی کے عالم میں
وہ عالم سے نرالا ہے وہ رعنائی کے عالم میں
سپاہِ غمزہ ساتھ اوسکے ہے تنہائی کے عالم میں
صفِ مژگان سراپا ہے صف آرائی کے عالم میں
نہایت محتسب دشمن ہے ہم مستوں کی صورت کا
خدا جانے کہا کیا بادہ پیمائی کے عالم میں
ابھی گلیوں میں پھرنا اور کبھی صحرا کو اٹھ جانا
عجب اوقات ہے اپنی بھی رسوائی کے عالم میں
مرے وحشت یہاں تک بن گئی ہے دشمن اے مجنوں
کہ دوڑاتی ہے بن بن آبلہ پائی کے عالم میں

رہا جاگی سدا آنکھو نیند اپنی پردۂ غفلت
نہ دیکھا ہم نے کچھ صد حیف تنہائی کے عالم میں

بدل کر قافیہ اے منتظر لکھ یک غزل پھر تو
طبیعت اس گھڑی ہے کار فرمائی کے عالم میں

دیکھی جو مرے ساقی مخمور کی گردن
مستوں نے صراحی کی وہیں دور کی گردن

بس رہ گیا جھک کر دل بیکس آہ نہاں میں
عزرا سے دیکھا او سینے پہ مستور کی گردن

جو جو کہ ستم ہجر میں دیکھے ہیں خدا یا
ہے اوس کا عذاب اس بت مغرور کی گردن

قدرت یہ خدا کی ہے کہ اس گول بدن پہ
باریک کمر اوس کی ہے جوں مور کی گردن

وہ مقتل الفت ہے جہاں کٹتی ہے ہر روز
ایک دل شدۂ بیکس و مجبور کی گردن

پڑھ منتظر اس بحر و قوافی میں غزل وہ
دکھلائے جو اہل سخن و فور کی گردن

کر دیا دشمن جان سارے زمانے کے تئیں
آفریں دوست کے اس چاہ جتانے کے تئیں

خط کا احوال تو قاصد مجھے معلوم ہوا
کچھ زبانی بھی کہا آنے نہ آنے کے تئیں

نہ چمن بھائے ہے نے شہر نہ صحرا تجھ بن
کیسی وحشت ہے پڑی تیری دیوانے کے تئیں

سلے کماندار لگا باد ہوائی مت تیر
تاک کر مار کسی دل کے نشانے کے تئیں

کی ہے ضد سے مری دربان پہ تقصیر ایسے
آنے مت دیجیو خبردار فلانے کے تئیں

تجھ کو دولت نہیں درکار بجز دولت عشق
لعن کرتا ہوں میں قارون کے خزانے کے تئیں

منتظر میں جو پڑھی آج غزل گلشن میں
بلبلیں بھول گئیں اپنے ترانے کے تئیں

تجھ کو ہزار بار مبارک بسنت ہو
با اوج و اقتدار مبارک بسنت ہو

دیوار و در سے آج نکلتی ہے یہ صدا
اس گھر کو افتخار مبارک بسنت ہو

یعنی مدار لعل بہادر ترے تئیں
با پیادہ و سوار مبارک بسنت ہو

کیونکر نہ دشمنوں کا ترے رنگ زرد ہو
کہتے ہیں دوستدار مبارک بسنت ہو

کہتے ہیں دیکھ کر تری ہمت جہانیاں
فیاض روزگار مبارک بسنت ہو

لایا ہے تری نذر کو گلدستہ ہر کوئی
اے تازہ گلعذار مبارک بسنت ہو

عید اور شبرات بھی لے آئی نشاط
تجھ پر سے ہیں نثار مبارک بسنت ہو

مانگے ہے عندلیب ترے حق میں یہ دعا
ہر فصل نو بہار مبارک بسنت ہو

سے یہ ہے پیغلق تہنیت آکے کہتے ہیں ہو کام ہم دلفگار مبارک بسنت ہو
وہ شخص ہے تو جسکو کہے ہے زبیر بھی اے میرے مہ سے پروار مبارک بسنت ہو
اس انتظار کا ہے یہ خوشی شوق سے تو آج کر سیر لالہ زار مبارک بسنت ہو

چاہت مرے دل کی آزما دیکھ ظالم کہیں تو بھی دل لگا دیکھ
تجھ بن کے حال ہم دکھا دیں غم دید دل سے آنکھ مت چرا دیکھ
اغیار نے کچھ سمجھائی شاید کل میری طرف جو تو رہا دیکھ
کیا دیکھے ہے آئینہ تو اے بت از بہر خدا ادھر ذرا دیکھ
اس شوخ نے کیا غضب کیا ہے سجادہ ہم یہ میرا تیرا لکھا دیکھ
خط لیتے ہی جھٹ سے پھاڑ ڈالا قاصد لاچار رہ گیا دیکھ
اوس مہر صفت سے میری اے ماہ ٹک آنکھ تو اپنی تو ملا دیکھ
لاویگا نہ تاب شعلہ حسن بولے گا ابھی جلا جلا دیکھ
غیروں کی تو بات اتنا ہے بس تجکو بھی خوب سا لیا دیکھ
میں تجکو بلاونگا گھر اپنے دیکھ آپکو اور منہ مرا دیکھ
بیٹھا کوئی منتظر ترا ہے اسطرف بھی ٹک نظر اوٹھا دیکھ

نہیں جیتے جی یاں سے گھر جانے والے یہ عاشق سمجھ لے ہیں مرجانے والے
قدم راہ الفت میں رکھتے ہیں سب ہی جو عاشق ہیں سر سے گذر جانے والے
نہیں کچھ بھی سمجھا تھا یارب بتا تو کہاں دل لیے ہیں یہ مکر جانے والے
ہو تحفہ تمہارا کہو لیتے آویں کوئی دن کو ہم ہیں سفر جانے والے
کریں عزم کیا خاک ہم اوس گلی کا پکارے ہیں واں الحذر جانے والے
رہا اسطرف دیکھ مرتا ہے کوئی ارے او میاں بے خبر جانے والے
بیان ملتزا کر ستم ایسا نہ کیجیو بہر حسن لوگ ہوتے ہیں مرجانے والے

غالب اگر نہ تیر کا ہوتے ذرا سنبھلے جب دوست مہربان ہو تو دشمن کا کیا چلے
اس شوخ کی یہ ہوش ربا ہے نگاہ یاں صبر و قرار و ہوش و خرد سب گنوا چلے

کہتے ہو مجکو شب کو تو بیٹھا تھا غیر پاس
خوب آپ بیٹھے بیٹھے یہ تہمت لگا چلے

مرنے چلے ہیں کوچہ قاتل میں آج ہم
جی جس کا چاہے ساتھ ہمارے چلا چلے

آتے تھے ساتھ غیر کے شب کو وہ بیحجاب
دیکھا جو سامنے سے مجھے منہ چھپا چلے

اب اے رقیب بیٹھ کے محفل میں کیا کریں
قسمت میں تھے جو رنج اٹھانے اٹھا چلے

جاتے ہیں اب تو صحبت یاران سے منتظر
آئے تھے اپنا درد سنانے سنا چلے

نادان نہیں ترا جو گلہ کرتے ہیں ہمسے
ہم جانتے ہیں تجکو جدا کرتے ہیں ہمسے

دلداریاں وہ دیکھ کے دل ہمنے دیا تھا
کیا جانتے تھے آپ دغا کرتے ہیں ہمسے

کچھ فائدہ بھی گرمی صحبت سے کسی کی
اتنا ہے کہ دشمن تو جلا کرتے ہیں ہمسے

چھیڑیں نہیں جو ذکر اپنا تو سو جاتے ہیں وہیں
یوں سیکڑوں قصے وہ سنا کرتے ہیں ہمسے

دیوانے ہیں ہم منتظر ان لوگوں کے جو لوگ
معشوق ہیں پھر اسپہ وفا کرتے ہیں ہمسے

پیغام کسی کا جو کہا آ کے کسی نے
جی اٹھا دیا بس وہیں گھبرا کے کسی نے

بیچین ہوا اٹھتے ہی میں ہجر کی شب کو
کی سر پہ مرے بات جو چلا کے کسی نے

مذکور جو کچھ میں نے کیا وصل کی شب کا
منہ پھیر لیا بس وہیں شرما کے کسی نے

فریاد ہی کرتا رہا مجنون پس محمل
دیکھا نہ ذرا ناقہ کو ٹھہرا کے کسی نے

میں گرمی صحبت کا کیا ذکر تو چلکر
کچھ کان میں وہاں پھونک دیا جا کے کسی نے

میں منتظر اس بات کا حیران ہوں پھر کیوں
کی مجھسے ملاقات قسم کھا کے کسی نے

رشک آوے ہے تجھے نہان کہاں لیجائیے
دیکھ رہا ہے جہان تمکو جہان لیجائیے

ذبح کرنے لے چلا قاتل مجھے پھر ہے یہ سوچ
جس جگہ پانی نہ ہووے اسکو وان لیجائیے

سب تمھاری دیکھا دیکھی غیر بھی کہو لینگے منہ
نباہ کیجیے آپ بس اپنی زبان لیجائیے

کہہ غزل یہ دو غزل تا منتظر دونا ہو لطف
پھر کہیں تحفہ سمجھ کر اصفہان لیجائیے

تم ہو اور حسن ہو اور ناز خود آرائی ہے
ہم ہیں اور عشق ہے اور کوچہ رسوائی ہے

ایکدم مجکو در یار سے اٹھنے نہ دیا
ناتوانی بھی کوئی زور توانائی ہے

عمر گذری کہ سحر ہی نہیں ہوتی یارب
ہے قیامت کا یہ دن یا شب تنہائی ہے

ایکدن میں نے کہا یار سے ہنستے ہنستے — تری چاہت پہ بلا سر پہ مرے لائی ہے
کوئی آوارہ کہے ہے کوئی وحشی مجھکو — کوئی کہتا ہے کسی زلف کا سودائی ہے
جو جو آتا ہے زبان پر مجھے سب کہتے ہیں — بات بگڑے سے مری لوگون کی بن آئی ہے
منتظر کوچۂ قاتل میں پڑا ہے کل سے — آجتک لاش کسی نے نہیں اٹھوائی ہے

جب تلک مجھکو اوسکی چاہ نہ تھی — اتنی حالت مری تباہ نہ تھی
اتنا بے نور تھا نہ روز مرا — اسقدر شب مری سیاہ نہ تھی
دلمیں نالون کا شور کچھ کچھ تھا — لب پہ یہ دمبدم کی آہ نہ تھی
جی گناہون کو چاہتا ہے بہت — مجھمیں پر طاقت گناہ نہ تھی
دید کرتا تو تھا میں عالم کی — نیک و بد کی شئے نگاہ نہ تھی
منتظر شعر تو میں پڑھتا تھا — پر یہ یارون کی واہ واہ نہ تھی

امید ہے کہ مجھکو خدا آدمی کرے — پر آدمی کرے تو بھلا آدمی کرے
اسطرح سے فریب دل لیگئے مرا — جسطرح آدمی سے دغا آدمی کرے
گر کچھ کہا بگڑکے میں بس او سنے ہنس دیا — کیا ایسے آدمی کا گلا آدمی کرے
گذرا میں ایسی چاہ سے تا اغیار ہمنشیں — جھوٹا کسی کے منھ کو تکا آدمی کرے
ہے عشق بد مرض کوئی جانتا ہے منتظر — کیا خاک اس مرض کی دوا آدمی کرے

چٹکی کوئی لے دلمیں جو اس آن ہمارے — پھر کیونکہ ٹھکانے رہیں اوسان ہمارے
دیکھے جو حواس اس نے پریشان ہمارے — بس وہ وہیں وہ تیور گیا پہچان ہمارے
دو او سے مجھے دیکے لگے کہنے وہ ہنسکر — کافر ہو بھلا دے جو یہ احسان ہمارے
ہم درد دل اپنا جو کریں گوش تو اوسکے — کیونکر نہ اٹھائے وہ پکڑ کان ہمارے
ٹپکا جو اٹھا شیشۂ مے اوسنے زمیں پر — بس لگئے سب خاک میں ارمان ہمارے
لیلی نے یہ مجنون سے کہا کل بہ تبسم — عاشق ہیں کئی بے سر و سامان ہمارے
وہ تیغ لئے مستعد قتل ہے اسدم — مت منتظر آئے کوئی درمیان ہمارے

فہرست کتب موجودہ دفتر رسالہ اردوئے معلی کانپور

جلد رسالہ اردوی معلی بابت ۱۹۲۵ء مکمل | ۱۲ | مجموعہ ہر دو جلد مجلد للعہ
جلد رسالہ اردوی معلی بابت ۱۹۲۶ء مکمل | ۶

جلد رسالہ اردوی معلی بابت ۱۹۲۷ء ۱۹۲۸ء و ۱۹۲۹ء مکمل و مجلد . . . . . للعہ

دیوان غالب مع شرح از حسرت موہانی مع مقدمہ مفید و حالات غالب و تنقید . . . . عہ

انتخاب دیوان حسرت مع ترجمہ انگریزی از ہاشمی چھاپا ٹائپ قابل دید . . . . . عہ

کلیات حسرت موہانی یعنی مجموعہ دواوین حسرت موہانی از حصہ اول تا حصہ ہشتم معہ ضمیمہ مکمل ستے

انتخاب سخن از حسرت موہانی

یعنی اردو زبان کے جملہ مستند اور صاحب دیوان شعرا کے نایاب کلام کا انتخاب حسب تفصیل ذیل :-

انتخاب سخن جلد اول سلسلہ شاہ حاتم مکمل یہ دیوان اور کہیں نہیں ملسکتے	یعنی انتخاب دیوان شاہ حاتم۔ لقا۔ رنگین۔ نثار۔ بیدار۔ تاباں شاگردان حاتم۔ ناجی شاگرد سودا۔ آسیر۔ افسر۔ بیتاب برادر رنگین۔ عشرت طالب معروف شاہ لطیف حجم ۱۲ جز قیمت . . . . . عہ
جلد دوم سلسلہ ذوق	یعنی انتخاب دیوان ذوق جملہ داوین داغ۔ رسا وغیرہ قیمت ۱ر
جلد سوم سلسلہ مومن	یعنی انتخاب دیوان مومن۔ نسیم و تسلیم ہر دیوان حسرت موہانی یعنی انتخاب کلیات حسرت موہانی مکمل ۱۴ر

جلد چہارم سلسلہ مظہر۔ سودا۔ میر۔ درد یعنی انتخاب دیوان حسرت یقین۔ حزیں۔ شاعر و بیان شاگردان مظہر قیمت ۱ہ دیوان سوز ۸ر دیوان میر و ناسخ ایر

انتخاب سخن جلد پنجم سلسلہ جرأت مکمل یہ دیوان اور کہیں نہیں ملسکتے	یعنی انتخاب دیوان حسرت استاد جرأت۔ دیوان جرأت۔ دیوان غضنفر۔ رضا رقت۔ رضوی۔ محنت۔ نفرت۔ معروف۔ محبت۔ جلال و شائق شاگردان جرأت۔ دیوان انشا۔ دیوان رضا کل دیشت ۹ جز قیمت ۱ر
جلد ششم سلسلہ مصحفی	دیوان مصحفی مرتبہ حسرت موہانی ۸ر دیوان مسرور شاگرد مصحفی ۳ر دیوان اہوس ۲ر
جلد یازدہم	یعنی انتخاب دواوین اساتذہ متفرق مثل ولی۔ آبرو۔ اختر۔ سیر۔ مضمون۔ نظم طباطبائی وغیرہ

جلد ہفتم سلسلہ آتش ۱ر جلد ہشتم سلسلہ آسیر و امیر ۱۲ر جلد نہم سلسلہ ناسخ عہ جلد دہم سلسلہ غالب عہ

ملنے کا پتہ :- منیجر رسالہ اردوی معلی کانپور